خلع اور اس میں شوہر کی رضامندی کا تحقیقی جائزہ

احمد خان
شعبہ قرآن وسنہ، جامعہ کراچی

عبید احمد خان
شعبہ اسلامک لرننگ، جامعہ کراچی

تلخیص

معاشرہ کئی خاندانوں سے تشکیل پاتا ہے اور شریک حیات اس نظام کی اساس سمجھے جاتے ہیں اور یہ لوگ شادی بیاہ کے ذریعے اس نظام کو مضبوط کرتے ہیں۔ ترقی یافتہ مثالی معاشرہ اس خوبصورت تعلق کا نتیجہ ہوتا ہے۔ ان تمام کے باوجود اگر دونوں ساتھی کے درمیان مسائل واختلافات پیدا ہو جائیں تو ان حالات میں شوہر کے پاس طلاق کا حق حاصل ہے، اسی طرح اسلام نے بیویوں کو بھی مختلف حقوق عطاء کئے ہیں یہ اپنے شوہر سے خلع لے سکتی ہے، بیوی اپنے حقوق سے دستبردار ہوسکتی ہے اور شوہر سے علیحدگی کے بدلے کوئی دوسرا مطالبہ کرسکتی ہے یا عدالت کے ذریعے تنسیخ نکاح یا علیحدگی حاصل کرسکتی ہے۔ قانونی سطح پر بیان کی گئی وجوہات کی بنیاد پر بیوی کو دیئے گئے اس ترجیحاتی حقوق کو اسلام میں خلع کہا جاتا ہے۔ زیرنظر مقالے میں خلع کے لغوی اور عام معانی بیان کئے گئے ہیں۔ قرآن پاک، حدیث اور اجماع کی روشنی میں خلع کو ثابت کیا گیا ہے۔ خلع کے عناصر، مضمرات، خلع کا حکم اور بغیر وجہ کے خلع کے حصول کی وجوہات، خلع کے احکامات، طلاق اور تنسیخ نکاح، خلع کے بعد عورت کی عدت اور خلع کی صورت حال کو بیان کیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ اس مقالے میں خلع کی ایک صورت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ دونوں فریق باہمی مشورے سے خلع پر اتفاق کرسکتے ہیں جو قرآن پاک کے اعتبار سے سب سے احسن طریقہ ہے۔ تمام علماءِ اسلام جن میں حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور ظواہری شامل ہیں۔ سب اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ خلع کے لئے شوہر کی مرضی اور اس کا قائل ہونا ضروری ہے تاہم خلع کے لئے اُسے مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ مقالے میں عدالت کی طرف سے خلع حق کی ادائیگی پر بھی نظرثانی کی گئی ہے، اسلامی فقہہ کے تمام علماء پانچ وجوہات کو تسلیم کرتے ہیں جس کی وجہ سے قاضی یا حاکمِ وقت تنسیخِ نکاح کے لئے حق دے سکتے ہیں۔

کلیدی الفاظ: خلع، شوہر کی رضامندی

Abstract

Society is formed of various families and life partners are thought to be the foundation of this setup and they are reinforced together by the relationship of marriage. Their lovely life together raises an excellent generation resulting in the development of an ideal society. Be that

as it may, because of the inherent contrasts of their tendency at times it gets to be troublesome for a spouse to live with his wife or the other way around, in these circumstances where husband has a right to divorce his wife Islam has additionally allowed numerous choices to the wife too. She may persuade her husband to divorce her and might offer to relinquish her rights and pay some consideration in exchange of separation from her husband or approach the court of justice to award her freedom in the form of 'annulment of marriage' or 'separation', on the premise of few reasons which are very much characterized in the law. This privilege of the wife is termed as "Khula" in Islam. This article comprises of: literal and colloquial meaning of 'Khula', proof of "Khula" from Qur'an, Hadith and Ijmaa, components of 'Khula', expressions of 'Khula', order for seeking 'Khula' without any reason, details of consideration for 'Khula' and its quantity/amount, order for forfeit of rights for 'Khula', annulment of marriage and divorce, "iddat" of a woman after "Khula" and afull description of the conditions of 'Khula'. Further, we have additionally demonstrated that one of the conditions of "Khula" is that it is awarded with mutual consent of the spouses since it is plainly obvious from Qur'an and all the scholars of Islam, including Hanafi, Maliki, Shafai, Hanbiliand Zawahiri, has agreed that the husband must be prepared and willing for the 'Khula', he might be convinced however can't be compelled to settle on this choice. Possibility of the decree for "Khula" by the court is also covered in this article. All the scholars of Islamic statute have consistently conceded to the five grounds on which the Ruler or Judge is entitled to pass a decree for the dissolution of marriage.

Keywords: *Khula*, Consent of Husband

زندگی ایک گاڑی ہے جو ہمہ تن منزلِ مقصود کی طرف رواں دواں ہے،لوگ اس میں سوار ہوتے ہیں اور اپنا اپنا سفر طے کر کے اترتے جاتے ہیں۔اس گاڑی کا مرکزی جز معاشرہ ہے، جو مختلف خاندانوں سے تشکیل پاتا ہے، مرد وزن اس گاڑی کے دو پہیے ہیں،ان دونوں کا ملاپ شادی کے بندھن سے ہوتا ہے۔اگر یہ دونوں ایک خوش گوار زندگی گزاریں تو ایک خوبصورت اور پائیدار نسل تیار ہو جاتی ہے اور ایک مثالی معاشرہ وجود میں آتا ہے۔

مگر اللہ رب العزت نے ازل سے طبیعتوں کو مختلف رکھا ہے،اسی وجہ سے بعض دفعہ میاں بیوی میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے،کبھی شوہر کا بیوی کے ساتھ رہنا دشوار ہو جاتا ہے اور کبھی بیوی کا شوہر کے ساتھ گزر بسر مشکل ہو جاتا ہے ۔اسلام سے قبل شوہر جب چاہتا اپنی بیوی کو طلاق دے سکتا تھا،مگر کوئی ایسی صورت نہیں تھی کہ بیوی شوہر سے علیحدگی اختیار کر سکتی۔

جب اسلام کا سورج افق سے طلوع ہوا،تو اس نے سارے جہاں کو روشن کر دیا،سب کو جینے کا طریقہ بتایا۔ایک ادنیٰ سے شخص سے لے کر بڑے بڑے حکمرانوں تک کو زندگی گزارنے کا ڈھنگ دیا۔عورت کو تحت الثریٰ سے عرشِ بریں تک پہنچا دیا،گندگی کی دلدل سے اٹھا کر پھولوں کی سیج پر بٹھا دیا،اسلام نے جہاں پر مردوں کو طلاق کا حق دیا وہیں پر عورت کو بھی یہ حق دیا کہ وہ اپنے حقوق کو چھوڑ کر یا کچھ مال دے کر شوہر سے خلاصی حاصل کر لے اسی کو شریعت نے ''خلع'' کا نام دیا ہے۔

خلع کی تعریف

☆۱)۔لغوی تعریف:

لغت میں خلع ''خلع الشیء خلعاً'' سے لیا گیا ہے، اس کے معنیٰ ''اتارنے'' کے ہیں، اسی سے ''خلع نعلاً'' (اس نے جوتے اتارے) اور ''خلع لباساً'' (اس نے لباس اتارا) استعمال ہوتا ہے۔(۱) اسی کو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ذکر کرتے ہوئے فرمایا ''فاخلع نعلیك '' (اے موسیٰ! اپنے جوتے اتاردو)(۲)۔خلع کو ''خلع لباساً'' سے مستعار لیا گیا ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا اور فرمایا: ''ھن لباس لکم و أنتم لباس لھنّ'' (۳) تمہاری بیویاں تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو''۔علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: گویا کہ خلع کے ذریعہ دونوں نے ایک دوسرے کا لباس اتار دیا ہے۔(۴)

☆۲)۔اصطلاحی اور شرعی تعریف:

خلع کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے علامہ جرجانیؒ فرماتے ہیں: ''إزالة ملك النكاح بأخذالمال ''.(۵) ''مال لے کر ملکیت نکاح زائل کرنا''۔جب کہ علامہ تمرتاشیؒ فرماتے ہیں: ''إزالة ملك النكاح المتوقفة علىٰ قبولها بلفظ الخلع أومافى معناه ''.(۶) ''لفظِ خلع یا اس کے ہم معنی لفظ کے ذریعہ اس ملکیت نکاح کو زائل کرنا جو عورت کے قبول کرنے پر موقوف ہو''۔علامہ ابن ہمامؒ نے اسی تعریف کو ترجیح دی ہے اور اسی کو اولیٰ قرار دیا ہے۔(۷)

خلع کا ثبوت

☆۱)۔قرآن سے:

اللہ تعالیٰ نے جب یہ دیکھا کہ عورتوں کے حقوق پامال ہو رہے ہیں، مرد تو جب چاہے طلاق دے دے جب کہ عورت ظلم کی چکی میں پس رہی ہو تو اس کو کوئی حق نہیں ہوتا، تو ایسی صورت حال میں اللہ تعالیٰ نے طلاق کے ساتھ ساتھ خلع کا حکم جاری کر کے عورت ذات پر بہت بڑا احسان کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''فلا جناح علیهما فیما افتدت بہٖ ''۔(۸) ترجمہ: جس بدل کے ذریعہ عورت

چھوٹے اس میں دونوں پر کوئی حرج نہیں ہے۔ایک اور جگہ فرمایا:''فاِن طبن لکم عن شيء منه نفساً ،فکلوه هنيئاً مريئاً''۔ترجمہ:لیکن اگر وہ خوش دلی سے تمہارے لیے اس میں سے کوئی جزو چھوڑ دیں تو تم اسے ہنسی خوشی کھاؤ(۹)۔اسی سورت میں ایک اور جگہ فرمایا:''فلا جناح عليهما أن يصلحا بينهما صلحاً''۔ترجمہ:ان کے لیے کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ دونوں آپس میں ایک خاص طریقہ پر صلح کرلیں(۱۰)۔یہ تینوں آیات خلع کے ثبوت پر صراحتاً دلالت کرتی ہیں۔

☆۲)۔حدیث سے:

امام بخاریؒ ''صحیح بخاری''میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ:''اِنّ امرأة ثابت بن قيس أتت النبي صلى الله عليه وسلم فقالت:يارسول الله! ثابت بن قيس ما أعتب عليه في خلق ولا دين ولكني أكره الكفر في الاِسلام.فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم:"أتر يدين عليه حديقتهٔ؟"قالت:نعم .قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :"اقبل الحديقة وطلقها تطليقة". ''ثابت بن قیس کی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ!میں ثابت بن قیس سے کسی بری عادت یا دین داری کے باعث ناراض نہیں ہوں،لیکن میں حالت اسلامی میں ناشکرو نافرمانی نہیں کرنا چاہتی ہوں ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:کیا تم اس کا باغ اس کو واپس کرنے کو تیار ہو؟انہوں نے کہا:ہاں۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس سے فرمایا کہ:''اس کا باغ لے لو اور اس کو ایک طلاق دے دو''(۱۱)۔باغ لے کر طلاق دینے کی رائے دینا اس بات کی دلیل ہے کہ اس سے خلع مراد ہے۔

☆۳)۔اجماع سے:

مذکورہ بالا آیات اور حدیث کے پیشِ نظر فقہائے اربعہ اور جمہور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خلع شریعت کے قوانین میں سے ایک قانون ہے۔کسی نے بھی اس رائے سے اختلاف نہیں کیا جو اجماع کی دلیل ہے۔

صرف علامہ ابوبکر بن عبداللہ مزنیؒ نے جمہور سے ہٹ کر رائے اختیار کی ،فرماتے ہیں کہ:''شوہر کے لیے کسی صورت میں حلال نہیں کہ وہ بیوی کا مال لے،''لاجناح عليهما فيما افتدت بهٖ''(۱۲) یہ مشروعیت خلع والی

آیت ’’اِن أردتم استبدال زوج مکان وآتیتم اِحداھن قنطاراً ،فلاتأخذوامنه شیئاً ‘‘(۱۳).(النساء :۲۱)اس آیت سے منسوخ ہے۔

جمہوراس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آخر الذکر والی آیت پہلی آیت کے لیے ناسخ نہیں ہے بلکہ عورت کی رضا کے بغیر مال لینا جائز نہیں ہے البتہ اگر اس کی رضامندی سے لے تو جائز ہے۔(۱۴)

اسلام میں سب سے پہلا خلع

اسلام میں سب سے پہلے خلع حضرت ثابت بن قیسؓ کی بیوی حضرت جمیلہ بنت سہلؓ کا ہوا تھا۔(۱۵)علامہ سید قطب شہیدؒ اپنی تفسیر ’’فی ظلال القرآن میں ابو جریرؒ کی روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:’’عن ابی جریر أنه سأل عکرة ھل کان للخلع اصل قال:کان ابن عباس یقول ان اوّل خلع کان فی الاسلام فی أخت عبد اللّٰہ بن ابی .....الخ (۱۶)‘‘ابو جریرؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے عکرمہؓ سے پوچھا: کیا خلع کی کوئی بنیاد ہے؟انہوں نے فرمایا کہ:عبداللہ بن عباسؓ فرمایا کرتے تھے کہ عہد اسلام میں پہلا خلع عبداللہ بن ابی کی بہن (حضرت ثابت بن قیسؓ کی بیوی حضرت جمیلہ بنت سہلؓ) کا ہوا تھا‘‘۔

ثابت بن قیس کی بیوی حبیبہ یا جمیلہ؟

ثابت بن قیس کی بیوی کے بارے میں مدینہ اور بصرہ والوں کا آپس میں اختلاف ہے،علامہ ابن عبد البرؒ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:’’جمیلة بنت ابی ابن سلول،امرأة ثابت بن قیس بن شماس،ھی التی خالعته وردت علیه حدیقته،ھکذاروی البصریون وخالفھم أھل المدینة ،فقالوا:انھا حبیبة بنت سھل الأنصاریة.‘‘ ’’جمیلہ بنت ابی ابن سلولؓ یہ ثابت بن قیس بن شماس کی بیوی ہیں،انہوں نے ہی خلع لیا تھا اور باغ لوٹایا تھا۔اہل بصرہ نے یہی کہا ہے، جب کہ اہل مدینہ ان سے اختلاف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:وہ خاتون حبیبہ بنت سھل انصاریہ تھیں۔‘‘(۱۷)

دوسری جگہ پر خود ہی اس مسئلہ کا حل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:’’جائز ان تکون حبیبة بنت سھل وجمیلة بنت ابی ابن سلول اختلعامن ثابت بن قیس بن شماس۔‘‘ ’’ہوسکتا ہے کہ دونوں نے ہی ثابت بن قیس سے خلع لیا ہو۔‘‘(۱۸)

خلع کے ارکان

احناف کے نزدیک چوں کہ خلع عقد معاملہ ہے اسی لیے ان کے ہاں خلع کے دو رکن ایجاب اور قبول ہیں۔ کیوں کہ قبول کیے بغیر نہ تو فرقت واقع ہوتی ہے اور نہ ہی شوہر مال کا مستحق ہوتا ہے۔(۱۹)، چناں چہ علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں:"امارکنہٗ فهو الايجاب والقبول لأنه عقد علىٰ الطلاق بعوض فلا تقع الفرقةولا يستحق العوض بدون القبول .(۲۰)

خلع کے الفاظ

احناف کے نزدیک خلع چوں کہ عقدِ معاملہ ہے اسی لیے علامہ شامیؒ نے درالمختار میں خلع کے پانچ الفاظ کا ذکر کیا ہے:

۱)الخلع: جیسے کوئی کہے ''خالعنك بكذا'' (میں آپ سے اتنے مال پر خلع کرتا ہوں)۔

۲)المباراة: جیسے ''بارأتك'' (میں تمہیں آزاد کرتا ہوں)۔

۳)الطلاق: جیسے کوئی شوہر بیوی سے کہے: ''طلقی نفسك بألف'' (تم اپنے آپ کو ایک ہزار کے بدلہ طلاق دے دو)۔

۴)المفارقة: مثلاً: ''فارقتك بكذا'' (میں آپ کو اپنے مال پر جدا کرتا ہوں)۔

۵)البيع والشراء: مثال کے طور پر: ''بعت نفسك بكذا'' (میں آپ کا نفس آپ پر بیچتا ہوں) یا یہ کہے: ''طلاقك علىٰ كذا'' (آپ کو اتنے پیسوں پر طلاق ہے) اور عورت اس کو قبول کرلے۔(۲۱)

اسی طرح ہر عرف کے اعتبار سے جو جو الفاظ عقدِ معاملہ کے لیے استعمال ہوتے ہیں وہ خلع کے لیے بھی استعمال ہو سکتے ہیں۔

بلا عذر خلع طلب کرنے کا حکم

جب ازدواجی زندگی خوش گوار چل رہی ہو اور عورت کو کسی قسم کا کوئی مسئلہ اور پریشانی درپیش نہ ہو تو بلا وجہ اور

بغیر عذر کے خلع کا مطالبہ کرنا صحیح نہیں ہے بلکہ رحمۃ للعالمین ﷺ نے اس پر وعید سنائی ہے اور فرمایا: **ایما اِمرأة سألت زوجها الطلاق من غير بأس ،فحرام عليها رائحة الجنة** .(۲۲) ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے بلا عذر خلع کا مطالبہ کرنے والی عورتوں کو منافق کہا، فرمایا: "المختلعات هن المنافقات (۲۳) اس مذکور حدیث کی وجہ سے بغیر کسی وجہ کے خلع کا مطالبہ کرنا مکروہ تو ہے مگر طلاق دے دی گئی تو واقع ہو جائے گی۔(۲۴)

کیا خلع کے لیے حالتِ طہر ضروری ہے؟

طلاق کے لیے تو ضروری ہے کہ وہ حالت طہر میں دی جائے، مگر خلع کے لیے طہر ضروری نہیں، اگر اس نے حیض (ماہ واری) میں خلع دے دیا تو بلا کراہت طلاق واقع ہو جائے گی، حالتِ حیض میں طلاق دینے سے اس لیے روکا گیا ہے کہ اس سے عدت لمبی ہو جاتی ہے جس سے عورت کو ضرر لاحق ہوتا ہے، جب کہ خلع کی مشروعیت اس وجہ سے ہوتی ہے کہ عورت اپنے سے اس ضرر کو دور کرے جو اس کو شوہر کی طرف لاحق ہوتا ہے اور اس کے لیے شوہر کے ساتھ گزارا کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ یہ ضرر اور تکلیف اس پریشانی سے زیادہ ہے جو اس کو عدت کی طوالت سے لاحق ہوتی ہے لہذا ضرر کو چھوٹے ضرر کے بدلے دور کرنا بہتر ہے۔

بدل خلع کیا ہوگا؟

اگر زیادتی اور بدسلوکی شوہر کی طرف سے ہو تو عورت سے طلاق کے بدلے مال لینا مکروہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اِن اردتم استبدال زوج مكان زوج وآتيتم اِحدهن قنطاراً فلاتأ خذوا منه شيئاً ترجمہ: اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بدلنا چاہو، اور تم بیوی کو (مال) کا انبار دے چکے ہو تو تم اس میں سے کچھ بھی واپس مت لو(۲۵)۔ صاحبِ ہدایہ اس کی وجہ سے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''لِانه اوحشها بالاستبدال فلايزيد في وحشها باخذ المال ''.(۲۶) اس لیے کہ شوہر نے بیوی بدلنے کے ساتھ اس کو وحشت میں ڈال دیا تو مال لے کر اس کی وحشت میں اضافہ نہ کرے۔

اگر نافرمانی اور ناشکری بیوی کی طرف سے ہو تو شوہر کو چاہیے کہ جو مہر دیا ہے وہ واپس لے لے، اس سے زیادہ نہ لے۔ اگر پہلی صورت میں مال لے لیا اور دوسرے صورت میں مہر سے زیادہ لے لیا تو لینا جائز ہے(۲۷)۔

بدلِ خلع کی مقدار

احناف کے نزدیک اصول یہ ہے کہ جو چیز نکاح میں مہر بن سکتی ہے وہ خلع کا معاوضہ بھی مقرر ہوسکتی ہے ۔اگر کوئی شخص ایسی چیز کو ’’بدل خلع‘‘ بنائے جو شریعت کی نگاہ میں مال نہیں ہے جیسے شراب، خنزیر وغیرہ تو عورت پہ طلاق تو واقع ہوجائے گی مگر مقرر کردہ عوض یا اس کے بدلے کچھ اور ادا کرنا بیوی کے ذمہ نہیں ہوگا۔(۲۸)

عام طور پر معاملات میں ’’عوض‘‘ کی پوری طرح تعیین وتحدید ضروری ہوتی ہے، ورنہ وہ فاسد ہوجاتا ہے، مگر خلع کا معاملہ عام معاملات سے مختلف ہے، بدل خلع مبہم وغیر واضح ہو جب بھی خلع اور بدلِ خلع کی تعیین درست ہوجاتی ہے۔(۲۹)

بدلِ خلع میں حقوق چھوڑنا

بدلِ خلع میں نقدی اور ساز وسامان میں سے جو بھی مقرر ومتعین کیا جائے وہ صحیح ہوجاتا ہے ۔اگر عورت خالص اپنا ایسا حق چھوڑ کر خلع لے جو مال کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہو تو تب بھی بدلِ خلع صحیح ہوجائے گا، جیسے سکنی وغیرہ۔اگر ایسا حق ساقطہ کیا جس میں بچہ کا حق بھی متعلق ہے تو ایسی چیز کو بدلِ خلع کے طور پر دینا جائز نہیں البتہ طلاق واقع ہوجائے گی، مگر حق ساقط نہیں ہوگا(۳۰)۔

خلع فسخِ نکاح یا طلاق

اکثر فقہائے (حنفیہ، مالکیہ اور شافعیہ) کے نزدیک خلع سے طلاق بائن واقعہ ہوتی ہے علامہ ابن رشدؒ فرماتے ہیں: وأما نوع الخلع فالجمهور علیٰ أنہٗ طلاق". (۳۱) کیوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’الخلع تطليقة بائنة ’’خلع طلاق بائن ہے‘‘(۳۲)۔اور صاحبِ ہدایہ عقلی دلیل دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’لانه يحتمل الطلاق حتى صار من الكنايات و الواقع بالكنايات بائن اِلا ان ذكر المال اغنى عن النية هنا ولأنّها لاتتسلم المال اِلّالتسلم لها نفسها وذلك بالبيفونة. خلع اس لیے طلاق کا احتمال رکھتا ہے، کیوں کہ یہ الفاظِ کنایہ سے بھی واقع ہوجاتا ہے اور کنایہ سے طلاقِ بائن واقع ہوتی ہے، مگر مال کا ذکر نیت سے بے نیاز کردیتا ہے، اور عورت کا مال حوالہ کرنا صرف اپنی جان کی خلاصی کے لیے ہوتا ہے۔(۳۳)

حنابلہ کا قول ایک یہی ہے کہ خلع طلاق ہے اور ایک قول کے مطابق فسخ ہے طلاق نہیں اسی طرح کی ایک رائے مشوافع کی بھی ہے۔اگر کسی نے اپنی بیوی کو پہلے دو طلاقیں دی تھیں، پھر خلع کی نوبت آئی تو عام فقہاء کے نزدیک اب اس پر تین طلاقیں ہو چکیں اور جو حضرات خلع کو فسخ کہتے ہیں ان کے نزدیک دو ہی طلاقیں واقع ہوئیں۔(۳۴)

ایک غلطی کا ازالہ

بعض حضرات حنابلہ اور شوافع کی آراء (یعنی خلع فسخ ہے) کو لے کر یہ جواز نکالتے ہیں کہ ''خلع تنہا شوہر کی مرضی پر موقوف نہیں ہے۔'' (یعنی شوہر کی رضامندی کے بغیر نکاح فسخ کیا جا سکتا ہے)۔مفتی تقی عثمانی صاحب زید مجدھم اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ان حضرات کے اس قول سے (کہ فسخِ نکاح ہے) یہ کیسے ثابت ہوتا ہے کہ فسخ نکاح شوہر کی مرضی کے خلاف بھی عمل میں آ سکتا ہے؟'' جب کہ ان حضرات کے مذہب کی کتب اٹھا کر دیکھیں تو وہ بھی جمہور امت کی طرح خلع کو فسخ نکاح قرار دینے کے باوجود فریقین کی مرضی کو اس کے لیے لازمی شرط سمجھتے ہیں۔علامہ ابن قدامہؒ (جو امام احمدؒ کے مذہب کے مستند ترین راوی ہیں) فرماتے ہیں: ''و لا یفتقر الخلع الیٰ حاکم نصّ علیہ أحمد فقال یجوز الخلع دون السلطان'' ۔''خلع کے لیے حاکم کی ضرورت نہیں، امام احمدؒ نے اس کی تصریح کی ہے: چناں چہ کہا ہے کہ خلع بغیر سلطان کے جائز ہے۔'' (۳۵)

امام شافعیؒ کا فسخ والا قول قدیم قول ہے اور آخری اور راجح قول یہی ہے کہ خلع طلاق ہے۔(۳۶) چناں چہ کتاب الام کے باب الخلع والنشوز میں پوری صراحت کے ساتھ لکھتے ہیں: ''وان قال: لافارقھا ولا أعدل لھا، أجبر علیٰ القسم لھا ولا یجبر علیٰ فراقھا ۔'' اور اگر شوہر کہے کہ نہ میں بیوی کو علیٰحدہ کروں گا اور نہ اس کے ساتھ انصاف کروں گا تو اسے انصاف پر مجبور کیا جائے گا، لیکن علیٰحدگی پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔(۳۷)

خلع والی عورت کی عدت

تمام جمہور کا مذہب یہی ہے کہ خلع والی عورت کی عدت وہی جو طلاق والی عورت کی عدت، علامہ ابن کثیرؒ وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ذھب مالك، وابوحنیفة، والشافعی، احمد، واسحاق بن

راھوایة–فی روایت عنھما–وھی المشھورة الی أنّ المختلعة عدتھا عدت المطلقة بثلاثة قروء،ان کانت ممن تحیض ."(امام مالک، امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق (کی ایک روایت) رحمہم اللہ کا مذہب یہ ہے کہ خلع والی عورت کی عدت وہی جو طلاق والی عورت کی عدت ہے، اور یہی مشہور ہے۔(٣٨)

خلع کی شرائط

ماقبل میں یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ خلع طلاقِ بائن ہے، اس بنیاد پر تمام فقہاء کی رائے یہ ہے کہ:''شرطه شرط الطلاق أو شرطه کلا طلاق۔''یعنی خلع کی شرائط وہی وہیں جو طلاق کی شرائط ہیں۔(٣٩)

صاحب الفقه ولاسلامی نے خلع کی شرائط پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے مندرجہ ذیل شرائط کا ذکر کیا ہے:''١)أھلیةالزوج لایقاع الطلاق،٢)کون الزوجة محل الخلع،٣)ان یکون بدل فما یصلح أن یکون مهراً."(٤٠)

خلع میں زوجین کی رضامندی

خلع کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ دونوں خلع پر راضی ہوں، مگر آج کل عدالتوں میں جو خلع دیا جاتا ہے اس میں مرد کی رضامندی کے بغیر دونوں میں تفریق کردی جاتی ہے یا اس کو مجبور کیا جاتا ہے کہ اپنی بیوی کو خلع دو۔جب کہ قرآن کے نصوص اور اجماع فقہاء سے یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ خلع میں شوہر کی رضامندی ضروری ہے اور اس کو ترغیب تو دی جاسکتی ہے مگر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

زوجین کی رضامندی کا ثبوت

☆(ا) قرآن سے ثبوت:

مندرجہ ذیل آیاتِ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خلع کے لئے زوجین کی رضامندی ضروری ہے:

ا)۔ولا یحل لکم أن تاخذو امما آتیتموھن شیئاً اِلا أن یخافا ألایقیما حدود الله ،فان خفتم ألا یقیما حدود الله فلا جناح علیھما فیما افتدف بهٖ''ترجمہ:اور تمہارے لیے حلال نہیں ہے کہ اس مال میں

سے کچھ لو، جو تم نے اُن (عورتوں) کو دیا ہے، مگر یہ کہ میاں بیوی دونوں کو احتمال ہو کہ وہ اللہ کے ضابطوں کو قائم نہ کر سکیں گے، پس پھر اگر تم کو یہ احتمال ہو کہ وہ اللہ کے ضابطوں کو قائم نہ کر سکیں گے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہ ہوگا جس کو بطور فدیہ دے کر عورت اپنی جان چھڑا لے''۔(۴۱)

اس آیت کو آیت خلع کہا جاتا ہے۔اس آیت کے تین جملوں سے شوہر اور بیوی کی رضامندی کا ثبوت ملتا ہے:

(أ)اِلا ان یخافا ان لا یقیما حدود اللہ :اس جملہ سے واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ میاں بیوی دونوں کو جب اس بات کا قوی اندیشہ ہو کہ وہ حدود اللہ کو قائم نہیں رکھ سکیں گے اور وہ دونوں خلع کرنا چاہتے ہوں تو کر سکتے ہیں، چوں کہ دونوں کو یہ خوف لاحق ہے۔اور دونوں اس کا ازالہ چاہتے ہیں۔

(ب)فلا جناح علیھما :خلع کی صورت میں چوں کہ شبہ تھا کہ بیوی سے اس طرح سے مال لینا جائز ہوگا یا نہیں اس کا ازالہ''فلاح جناح علیھما'' سے فرمادیا کہ اگر دونوں اس پر راضی ہوں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ،لیکن اس میں کوئی بھی ایسا جملہ نہیں جو اس بات کا مشعر ہو کہ حاکم کو بھی اجازت ہے کہ وہ شوہر کو خلع پر مجبور کر سکتا ہو۔

(د)فیما افتدت بہٖ :اس میں عورت کو فاعل قرار دے کر بتایا گیا ہے کہ بدل خلع گیا کہ ایک فدیہ ہے جس کو عورت پیش کرے گی۔ظاہر ہے کہ شوہر کا اس کو قبول کرنا ضروری ہوگا کہ اس پر وہ طلاق کا فیصلہ کریں، کیوں کہ طلاق کا مالک تو وہی ہے، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:''انماالطلاق لمن أخذبا لساق''.(۴۲)

بالفرض والمحال اگر حاکم کو جبر کی اجازت شرعاً دی بھی جائے تو وہ دونوں پر جبر کرنے کے مجاز ہوں گے، یہ نہیں کہ صرف شوہر کو مجبور کر کے ان کو خلع پر آمادہ کیا جائے۔

۲) وإن طلقتموھن من قبل ان تمسوھن وقد فرضتم لھن فریضۃ فنصف مافرضتم اِلّا أن یعفون أویغو الذی بیدہ عقدۃ النکاح ۔ ترجمہ:''اور اگر تم ان بیویوں کو طلاق دو قبل اس کے کہ ان کو ہاتھ لگاؤ، اور ان کے لیے کچھ مہر بھی مقرر کر چکے تھے تو جتنا مہر مقرر کیا ہو اس کا نصف ہے، مگر یہ کہ وہ عورتیں معاف کر دیں یا یہ کہ وہ شخص رعایت کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کا تعلق ہے''۔(۴۳)

اس آیت میں''بیدہ عقدۃ النکاح'' سے مراد شوہر ہے، خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:''ولیّ عقدۃ النکاح الزوج''(۴۴) یعنی ولیّ عقدہ النکاح سے مراد شوہر ہے۔اکثر

صحابہ کرام سے اس آیت کی یہی تفسیر منقول ہے۔(۴۵) اب چوں کہ عقدِ نکاح کے بعد تمام تر اختیار شوہر کے ہاتھ میں ہوتے ہیں، لہٰذا اس کی رضامندی کے بغیر خلع کا حکم جاری کرنا کسی صورت میں جائز نہیں۔

☆(۲) حدیث سے:

مندرجہ ذیل احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خلع کے لئے زوجین کی رضامندی ضروری ہے:

۱)عن ابن عباسؓ قال جاء ت امرأة ثابت بن قیس بن شمّاس اِلیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقالت :یارسول اللّٰہ !اِني ما أعتب علیهِ في خلقٍ ولا دین ولکني أکرہ الکفر فی الاسلام فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اترید ین حدیقتہٗ:قالت:نعم فقال رسول صلی الله علیه وسلم ۔اِقبل الحدیقة وطلقها تطلیقة۔ ثابت بن قیس کی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں ثابت بن قیس سے کسی بری عادت یا دین داری کے باعث ناراض نہیں ہوں، لیکن میں حالت اسلامی میں ناشکر و نافرمانی نہیں کرنا چاہتی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس کا باغ اس کو واپس کرنے کو تیار ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس سے فرمایا کہ: ’’اس کا باغ لے لو اور اس کو ایک طلاق دے دو‘‘۔(۴۶)

۲) عن ابن عباسؓ أن جمیلة بنت سلول اتت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال:واللّٰہ ما اعتب علی ثابت فی دین ولا خلق ولکنی أکرہ الکفر فی الاسلام لا أطیقه بغضا؛فقال لها النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم أتریدین علیه حدیقة ،قالت:نعم فأمر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم أن یاخذ منها حدیقته ولا یزداد۔ ثابت بن قیس کی بیوی جمیلہ بنت سلول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں ثابت بن قیس سے کسی بری عادت یا دین داری کے باعث ناراض نہیں ہوں، لیکن میں حالت اسلامی میں ناشکر و نافرمانی نہیں کرنا چاہتی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس کا باغ اس کو واپس کرنے کو تیار ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ: ’’اس کا باغ لے لو اور اس سے زیادہ نہ لو‘‘۔(۴۷)

۳) خرّجه النسائي وفیه ”فارسل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اِلی ثابت؛فقال

لہ: خذالذي لها عليك ،وخل سبيلها قال:نعم". نسائی میں ہے کہ آپ ﷺ نے ثابت کی طرف پیغام بھیجا کہ :جوآپ کا اس کے پاس ہے وہ لے لو اور اس کا ہے اس کو چھوڑ دو۔(۴۸)

٤)عن ابن عباسؓ أن النبى صلى الله عليه وسلم جعل الخلع تطليقة بائنة. ابن عباسؓ سے مروی ہے کا آ ﷺ نے خلع کو طلاقِ بائن قرار دیا ہے۔(۴۹)

ان تمام احادیث سے یہ بات ثابت ہورہی ہے کہ حاکم (آپ صلی اللہ علیہ وسلم) فریقین کو مشورہ دے رہے ہیں،ان کو خلع پر آمادہ کرر ہے ہیں اور ان کی رضامندی معلوم کرنے کے بعد شوہر سے فرمارہے ہیں کہ:''طلقها'' اس کو طلاق دے دو۔خود طلاق دی نہ مجبور کرر ہے ہیں کہ اس کو طلاق دو بلکہ رائے دینے کے انداز میں ترغیب دے رہے ہیں۔اور چار نمبر حدیث سے معلوم ہورہا ہے کہ خلع طلاق بائن ہے تو طلاق مفوض اِلیٰ رأي الزوج ہوتی ہے۔

☆(۳)۔اجماعِ فقہائے امت سے:

ائمہ اربعہ سے ظاہر ہے کہ یہاں بھی گویا کہ پوری امت کا اجماع بھی خلع کے لئے زوجین کی رضامندی ضروری سمجھتا ہے،جیسا کہ مندرجہ ذیل عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے:

☆۱)۔احناف:

۱۔علامہ سرخسیؒ فرماتے ہیں:''الخلع جائز عند السلطان وغيره لأنه عقد يعتمد الترضى كسائر العقودوهوبمنزلة الطلاق بعوض وللزوج ولاية اِيقاع الطلاق ولها ولاية التزام العوض'' ''اور خلع حاکم کے پاس بھی جائز ہے اور حاکم کے بغیر بھی،اس کی ساری بنیاد باہمی رضامندی پر ہے،اور یہ معاوضہ لے کر طلاق اپنے حکم میں ہے،شوہر کو طلاق دینے کا حق حاصل ہے اور عورت کا معاوضہ اپنے اوپر لازم قرار دینے کا''۔(۵۰)

۲۔علامہ ابوبکر حصاصؒ فرماتے ہیں:''لو كان الخلع اِلىٰ السلطان شاء الزوجان أو أبيا اِذا علم انهما لا يقيمان حدودالله لم يسألهما النبي صلى الله عليه وسلم عن ذلك ولا خاطب الزوج بقوله اخلعهمابل كان بخلعهما منه،ويردّ عليه حديقتهٗ ،واِن أبيا أو واحد منها لمّا كانت الفرقة بين

المتلاعنین اِلیٰ الحاکم لم یقل للملا عین خلّ سبیلھما بل فرق بینھما"۔ اگر یہ اختیار سلطان کو ہوتا کہ وہ جب دیکھے کہ زوجین حدود اللہ کو قائم نہیں کریں گے تو خلع واقع کردے، خواہ زوجین کی خواہش ہو یا نہ ہو، تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں سے اس کا سوال نہ فرماتے، اور نہ شوہر سے یہ کہتے کہ تم ان سے خلع کرلو، بلکہ خود خلع کر کے عورت کو چھڑا دیتے، اور شوہر پر اس کا باغ لوٹا دیتے، خواہ وہ دونوں انکار کرتے یا ان میں سے کوئی ایک انکار کرتا۔ جیسے لعان میں زوجین کی تفریق کا اختیار حاکم کو ہوتا ہے تو وہ ملاعن (شوہر) سے یہ نہیں کہتا کہ اپنی بیوی کو چھوڑ دو، بلکہ خود تفریق کردیتا ہے''۔(۵۱)

☆۲)۔مالکیہ:

۱۔علامہ ابوالولید باجی مالکیؒ موطاء امام مالکؒ کی شرح میں لکھتے ہیں:'' وتجبر علیٰ الرجوع اِلیہ اِن لم یردفرا قھا بخلعأو غیرہ"۔ عورت کو شوہر کے پاس جانے پر مجبور کیا جائے گا اگر شوہر خلع وغیرہ کے ذریعہ علیحدگی نہ چاہتا ہو''۔(۵۲)

۲۔علامہ ابن رشد مالکیؒ تحریر فرماتے ہیں:''وأمر ما یرجع اِلیٰ الحال التی یجوز فیھا الخلع من التی لایجوزفاِن الجمھور علیٰ أن الخلع جائز مع التراضی اِذا لم یکن سبب رضا ھما بما تعطیہ اِضـراره بھا"۔ ''رہی یہ بات کہ خلع کون سی حالت میں جائز ہوتا ہے اور کون سی حالت میں ناجائز، تو جمہور فقہاء کا اتفاق ہے کہ خلع باہمی رضامندی کے ساتھ جائز ہے، بشرطیکہ عورت کے مال کی ادائیگی پر راضی ہونے کا سبب مرد کی طرف سے اسے تنگ کرنا نہ ہوگا''۔(۵۳)

☆۳)شافعیہ:

۱۔امام شافعیؒ فرماتے ہیں:''لان الخلع طلاق فلا یکون لأحد أن یطلق من أحد أب ولا سید ولاولی ولا سلطان"۔ ''اسی لیے کہ خلع طلاق کے حکم میں ہے، لہٰذا کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی دوسرے کی طرف سے طلاق دے، نہ باپ کو یہ حق ہے، نہ آقا کو، نہ سرپرست کو اور نہ حاکم کو''۔(۵۴)

۲۔علامہ ابواسحاق شیرازیؒ لکھتے ہیں:''لان رفع عقد بالتراضی جعل لدفع الضرر فجاز من غیر

ضـرر كالا قالة فى البيع ''۔''اس لیے کہ یہ (خلع) باہمی رضامندی سے عقدِ نکاح کوختم کرنے کا نام ہے جوضرر دور کرنے کے لیے شروع ہوا ہے۔لہذا جہاں کسی فریق کوضرر نہ ہو وہاں (بدرجہ اولیٰ) جائز ہے، جیسے کہ بیع میں اقالہ (واپسی)''۔(۵۵)

☆۴)حنابلہ:

ا۔فقہ حنبلی کے مستندترین شارح علامہ موافق الدین قدامہ حنبلیؒ فرماتے ہیں:''ولانـه معـاوضة فلم يفتقر اِلىٰ السـلـطـان كـالبيع والنكاح ولأنهٗ قطع عقد بالتراضى أشبه الاِقاله''. ''اوراس لیے کہ یہ عقدمعاوضہ ہے،الہٰذااس کے لیے حاکم کی ضرورت نہیں، جیسے بیع اورنکاح۔نیزاس لیے کہ خلع باہمی رضامندی سے عقد کوختم کرنے کا نام ہے،الہٰذا یہ اقالہ (فسخ بیع) کے مشابہ ہے''۔(۵۶)

۲۔علامہ ابن قیم جوزیؒ رقم طراز ہیں:''وفـى تسـمية سبـحـانه الخلع فدية دليل علىٰ أن فيهِ معنى الـمـعـاوضة ولهـذا اعـتبـرا فيهِ رضا الزوجين ''۔یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں عقدمعاوضہ کے معنی پائے جاتے ہیں،اس لیے اس میں زوجین کی رضامندی کوشرط قرار دیا گیا ہے''۔(۵۷)

☆۵۔ظاہریہ:

علامہ ابن حزم ظاہریؒ فرماتے ہیں:''الـخـلـع وهـو الفتداء اِذا كرهت المرأة زوجها فخافت ان لا تـوفيـه حـقـه أو خـافـت أن يـبـغـضهـا فلا يوفيها حقهافلها أن تفتدى منه ويطلقها اِن رضى هووالالم يـجبـرهـو ولا أجبـرت هـى،اِنـمـا يجوز بتراضيها ولا يحل الافتداء اِلا بأحد الوجهين المذكورين أو اجتـمـاعهما فان وقع بغير هما فهو باطل ويرد عليها ماأخذ منهاوهى اِمرأته كما كانت ويبطل طلاقه وليـمـنـع مـن ظلمها فقط''۔''خلع اورفدیہ دے کر جان چھڑانے کا نام ہے، جب عورت اپنے شوہر کوناپسند کرے اور اسے ڈر ہو کہ وہ شوہر کا پورا حق ادا نہیں کر سکے گی، یا اسے خوف ہو کہ شوہر اس سے نفرت کرے گا اور اس کے پورے حقوق ادا نہیں کرے گا تو اسے یہ اختیار ہے کہ وہ شوہر کو کچھ فدیہ دے اور اگر شوہر راضی ہو تو وہ اسے طلاق دے دے ،اور اگر شوہر راضی نہ ہوتو نہ شوہر کو مجبور کیا جاسکتا ہے نہ عورت کو،خلع تو صرف باہمی رضامندی سے جائز ہوتا ہے۔اور

جب تک مذکورہ دوصورتوں میں سے کوئی ایک یا دونوں نہ پائی جائیں خلع حلال نہیں ہوتا۔لہٰذا اگران کے سواکسی طرح خلع کرلیا گیا تو وہ باطل ہےاورشوہر نے جو کچھ مال لیا ہے وہ لوٹائے گا،اورعورت بدستوراس کی بیوی رہے گی اوراس کی طلاق باطل ہوگی اورشوہر کی صرف عورت پرظلم کرنے سے منع کیا جائے گا''۔(۵۸)

مذکورہ بالا تمام دلائل اورشریعت کے مأخذ(Sources of Shariah)اس بات پر واضح دلیل ہیں کہ خلع میں زوجین کی رضامندی ضروری ہے۔

تاہم یہ بات ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ شریعت نے عورت کو بالکل مجبورمحض اورمظلوم نہیں بنایا ہے کہ شوہر اس پرظلم وستم کی انتہاء کرتا رہےاورطلاق یاخلع بھی نہ دے،عورت اپنی پوری زندگی ظلم وستم کی چکی میں پستی رہے، بلکہ جس طرح مجنون،گمشدہ اور نامردشوہر سے چھٹکارے کے لئے قاضی یامسلم مسلم عدالت سے رجوع کرکے تنسیخ نکاح کا فیصلہ حاصل کرکے آزاد ہونے کا اختیار دیا ہے،اسی طرح اگرشوہرمتعنت ہویعنی وہ بیوی کونان نفقہ اورحقوق زوجیت ادانہیں کرتا اورعورت کے نان نفقہ کا متبادل کوئی انتظام بھی نہ ہوجس سے اس کی کفالت ہوسکے،یاحقوق زوجیت کی عدم ادئیگی کی وجہ سے ابتلائے معصیت کا قوی اندیشہ ہواورشوہر سے طلاق یاخلع کا مطالبہ کرنے کے باوجودوہ اس پر آمادہ نہ ہوتواس صورت میں بوجہ شدیدمجبوری عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ مسلم جج کی عدالت میں تنسیخ نکاح کا مقدمہ دائرکرکے شرعی طریقہ کار کے مطابق تنسیخ نکاح کروائے۔

چنانچہ تمام فقہائے کرام کے نزدیک متفقہ طورپر پانچ عیوب کی بناپرقاضی،حاکم اورجج کوتفریق کا اختیار ملتا ہے۔ا)جب شوہر پاگل ہو،۲)وہ نان ونفقہ ادانہ کرتا ہو،۳)وہ نامرد ہو،۴)بالکل لاپتہ ہوگیا ہو،۵)جب وہ غائب غیر مفقور کی صورت ہو۔اگرعورت کو یقین ہوکہ اس کا شوہرخلع دینے پرراضی نہ ہوگا تواس کو چاہے کہ وہ عدالت میں خلع کا دعویٰ دائر نہ کرائے بلکہ مذکورہ بالا پانچ صورتوں میں سے کسی ایک صورت مثلاً نان ونفقہ کوعدم ادائیگی کو لے کر دعویٰ کرے،تاکہ عدالت اس نکاح کوفسخ کردےاورکوئی مسئلہ بھی درپیش نہ ہو۔

حوالہ جات

۱۔ القاموس الوحید،عمید الزمان قاسمی کیرانوی:۴۶۶،ادارۂ اسلامیات،اشاعت اول:۱۴۲۲ھ-۲۰۰۱ء.

۲۔ طہٰ:۱۲.

۳۔ البقرہ:۱۸۷.

۴۔ ردالمحتار علی الدرالمختار،ابن عابدین الشامی،کتاب الطلاق،باب الخلع :۵/۸۶،ط:دارالمعرفۃ الطبعۃ الرابعۃ:۱۴۳۶ھ،۲۰۱۵ء.

۵۔ التعریفات، احمد بن ابراھیم الموصلی التوفی:۲۳۶ھ، باب الخاء:۱۰۵، الکتب العلمیۃ، الطبعۃ الثالثۃ: ۱۴۲۴ھ،۲۰۰۳ء.

۶۔ تنویرالأبصار،محمد بن عبداللہ التمر تاشی،کتاب الطلاق،باب الخلع :۵/ ۸۷،۸۸،الفقہ الاسلامی وأدلتہ،القسم السادس:الأحوال الشخصیۃ،الباب الثانی:انحلال الزواج......،الفصل الثانی:الخلع :۹/ ۷۰۰۲،وھبۃ الزحیلی، دارالفکر،الاعادۃ التاسعۃ ۱۴۲۷ھ-۲۰۰۶ھ.

۷۔ فتح القدیر،کمال الدین محمد السکندری، کتاب الطلاق، باب الخلع :۴/ ۱۸۸، دارالکتب العلمیۃ :الطبعۃ الثانیۃ:۲۰۰۹ء.

۸۔ البقرۃ:۲۲۹.

۹۔ النساء:۴.

۱۰۔ النساء:۱۲۸.

۱۱۔ الصحیح للبخاری،محمد بن اسماعیل البخاری،کتاب الطلاق،باب الخلع ،رقم:۵۲۷۳،ط: دارالکتب العلمیۃ،الطبعۃ السادسۃ :۲۰۰۹ء.

۱۲۔ البقرۃ:۲۲۹.

۱۳۔ النساء:۲۱.

۱۴۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ،وھبۃ الزحیلی،القسم السادس:الأحوال الشخصیۃ،الباب الثانی:انحلال الزوج،الفصل

الثانی: الخلع :۹/ ۷۰۱۰، دارالفکر.

۱۵۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ، وھبۃ الزحیلی، القسم السادس: الأحوال الشخصیۃ، الباب الثانی: انحلال الزوج، الفصل الثانی: الخلع :۹/ ۷۰۰۹، دارالفکر.

۱۶۔ فی ظلال القرآن، سید قطب، سورۃ البقرۃ، الآیۃ: ۲۳۷، ۱/ ۱۹۹، داراحیاء التراث العربی، الطبعۃ الخامسۃ: ۱۳۸۶ھ، ۱۹۶۷ء.

۱۷۔ الاستیعاب، ابن عبدالبر، باب الجیم: ۴/ ۳۶۴، رقم: ۳۳۱۱، دارالکتب العلمیۃ، الطبعۃ الثانیۃ: ۱۴۲۲ھ، ۲۰۰۲ء.

۱۸۔ الاستیعاب، ابن عبدالبر، باب الجیم: ۴/ ۳۷۱، رقم: ۳۳۲۵، دارالکتب العلمیۃ، الطبعۃ الثانیۃ: ۱۴۲۲ھ، ۲۰۰۲ء.

۱۹۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ، وھبۃ الزحیلی، القسم السادس: الأحوال الشخصیۃ، الباب الثانی: انحلال الزوج، الفصل الثانی: الخلع :۹/ ۷۰۰۹، دارالفکر.

۲۰۔ بدائع الصنائع، کتاب الطلاق، علاء الدین الکاسانی المتوفی ۵۸۷ھ، باب الخلع فصل: رکن الخلع: ۳/ ۲۲۹، ط: مؤسسۃ التاریخ العربی، الطبعۃ الثانیۃ: ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۰ء.

۲۱۔ ردالمحتار، ابن عابدین الشامی: ۵/ ۹۲، الفقہ الاسلامی وأدلتہ، القسم السادس: الأحوال الشخصیۃ، الباب الثانی: انحلال الزوج، الفصل الثانی: الخلع: ۹/ ۷۰۱۰.

۲۲۔ سنن ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد القزوینی، کتاب الطلاق، باب کراھیۃ الخلع للمرأۃ، ۳/ ۴۵۱: ۲۰۵۵، دارالجیل، الطبعۃ الأولی: ۱۴۱۸ھ، ۱۹۹۸ء، جامع الترمذی، ابوعیسی محمد بن عیسی الترمذی، المتوفی: ۲۹۷ھ، کتاب الطلاق واللعان، باب ماجاء فی المختلعات: ۲/ ۲۴۲، رقم: ۱۱۸۷، دارالکتب العلمیۃ، الطبعۃ الأولیٰ: ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۰ء.

۲۳۔ سنن نسائی، ابوعبدالرحمن احمد النسائی، باب ماجاء فی الخلع، ۶/ ۴۸۰، رقم: ۳۴۹۱، دارالمعرفۃ، الطبعۃ السادسۃ: ۱۴۲۲ھ، ۲۰۰۱ء، تفسیر الطبری، ابن جریر الطبری، سورۃ البقرۃ، الآیۃ: ۲۲۹، ۲/ ۴۸۱: ۴۸۴۴، دارالکتب العلمیۃ، الطبعۃ الرابعۃ: ۱۴۲۶ھ، ۲۰۰۵ء.

۲۴۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ،وھبۃ الزحیلی،القسم السادس:الأحوال الشخصیۃ،الباب الثانی:انحلال الزوج،الفصل الثانی:الخلع:۹/۲۰۱۱۔

۲۵۔ النساء:۲۰۔

۲۶۔ الھدایۃ، برھان الدین ابوالحسن علی المرغینانی،کتاب الطلاق، باب الخلع:۳/ ۲۳۹، ط:مکتبۃ البشریٰ، الطبعۃ الأولیٰ:۱۴۲۸ھ،۲۰۰۷ء۔

۲۷۔ الھدایۃ، برھان الدین ابوالحسن علی المرغینانی،کتاب الطلاق، باب الخلع:۳/ ۲۳۹، ط:مکتبۃ البشریٰ، الطبعۃ الأولیٰ:۱۴۲۸ھ،۲۰۰۷ء۔

۲۸۔ الھندیۃ،علماء الھند باشراف الشیخ النظام،کتاب الطلاق،باب الخلع:۱/۵۲۴،دارالکتب العلمیۃ،الطبعۃ الأولیٰ:۱۴۲۱ھ،۲۰۰۰ء۔

۲۹۔ قاموس الفقہ، خالد سیف اللہ رحمانی،خلع، بدل الخلع:۳/۳۶۴، زمزم پبلشرز،سن طباعت:۲۰۰۷ء، الطبعۃ:۱۴۰۳ھ،۱۹۸۳ء۔

۳۰۔ قاموس الفقہ، خالد سیف اللہ رحمانی،خلع، بدل الخلع:۳/۳۶۴،سن طباعت:۲۰۰۷ء، الطبعۃ:۱۴۰۳ھ، ۱۹۸۳ء..ومبسوط السرخسی،شمس الدین ابوبکر محمد السرخسی، کتاب الطلاق، باب الخلع:۳/۲۰۲، المکتبۃ الغفاریۃ، الطبعۃ الأولیٰ:۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۱ء، خانیہ علیٰ ھامش الھندیۃ،فخر الدین ابوالمحاسن:کتاب الطلاق، باب الخلع:۱/ ۳۳۷،دارالفکر،الطبعۃ الأولیٰ:۱۴۳۲ھ،۲۰۱۰ء۔

۳۱۔ بدایۃ المجتھد،قاضی ابوالولید محمد القرطبی،کتاب الطلاق،باب فی الخلع فصل:فی نوعہ:۴/۳۶۱،ط:عباس أحمد الباز،الطبعۃ الثانیۃ:۱۴۲۴ھ،۲۰۰۳ء،وتفسیر ابن کثیر،الحافظ ابن کثیر،سورۃ البقرۃ،الآیۃ:۲۲۹ :۱/۳۷۱،ط:دارالفیحاء،الطبعۃ الأولیٰ:۱۴۱۴ھ،۱۹۹۴ء،والاستذکار،ابوعمر یوسف بن عبدالبر النمیر ی،کتاب الطلاق،باب المختلعۃ:۵/۸۴،ط:داراحیاء التراث العربی،الطبعۃ:۱۴۲۱،الطبعۃ:۱۴۲۱ھ،۲۰۰۱ء۔

۳۲۔ سنن الدار قطنی، کتاب الطلاق والخلع والایلاء:۴/۳۱، رقم:۳۹۸۰، ط:دارالکتب العلمیۃ، الطبعۃ الثانیۃ:۱۴۲۴ھ،۲۰۰۳ء۔

۳۳۔ الھدایۃ، برھان الدین ابوالحسن علی المرغینانی،کتاب الطلاق، باب الخلع:۳/ ۲۳۸، ط:مکتبۃ البشریٰ،

الطبعۃ الأ ولیٰ:۱۴۲۱ھ،۲۰۰۰ء.

۳۴۔ قاموس الفقہ ، خالدسیف اللہ رحمانی،خلع ، بدل الخلع :۳/۳۶۴:سن طباعت:۲۰۰۷ء، الطبعۃ:۱۴۰۳ھ، ۱۹۸۳ء..،المغنی،ابومحمدعبداللہ المقدسی،کتاب الخلع ،۸/۱۸۱،ط:دارالفکر،الطبعۃ:۱۴۰۳ھ،۱۹۸۳ء.

۳۵۔ المغنی،ابومحمدعبداللہ المقدسی،کتاب الخلع :۸/۱۸۱،ط:دارالفکر،الطبعۃ:۱۴۰۳ھ،۱۹۸۳ء.

۳۶۔ بدایۃ المجتھد، قاضی ابوالولید محمدالقرطبی، کتاب الطلاق، باب فی الخلع ،فصل:فی نوعہ:۴/۳۶۱، ط:عباس أحمدالباز،الطبعۃ الثانیۃ:۱۴۲۴ھ،۲۰۰۳ء،تفسیرابن کثیر،حافظ عمادالدین ابن کثیر:۱/۵۵۳، ط:دارالفیحاء، الطبعۃ الثانیۃ:۲۰۰۹ء.

۳۷۔ کتاب الام،محمد بن ادریس الشافعی:۱۱/۱۴۹،ط:دارالوفاء،الطبعۃ الرابعۃ،۱۴۳۲ھ،۲۰۱۱ء،فقہی مقالات، تقی العثمانی:۲/۱۶۱تا۱۶۳،میمن اسلامک پبلشرز:۲۰۱۲ء.

۳۸۔ تفسیرابن کثیر، الحافظ عماد الدین ابن کثیر، سورۃ البقرۃ، الآیۃ:۲۲۹ :۱/۳۷۱، ط:دارالفیحاء، الطبعۃ الأ ولیٰ:۱۴۱۴ھ،۱۹۹۴ء.

۳۹۔ فتح القدیر، کمال الدین محمدالسکند ری، کتاب الطلاق، باب الخلع:۴/۱۸۸، ط:دارالکتب العلمیہ البیروت، الطبعۃ الثانیۃ،ودرالمختار،علاءالدین محمدالحصکفی،کتاب الطلاق،باب الخلع:۵/۸۹،ط:رحمانیہ.

۴۰۔ الفقۃ الاسلامی وأدلتہ،وھبۃ الزحیلی،القسم السادس:الأ حوال الشخصیۃ،الباب الثانی:انحلال الزوج،الفصل الثانی:الخلع،۹/۷۰۱۱-۷۰۲۵

۴۱۔ البقرۃ:۲۲۹.

۴۲۔ سنن الدارقطنی، کتاب الطلاق والخلع والایلاء:۴/۲۵، رقم:۳۹۴۸.ط:دارالکتب العلمیہ، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۴۲۴ھ،۲۰۰۳ء.

۴۳۔ البقرۃ:۲۳۷.

۴۴۔ سنن الدارقطنی :۳/۲۳۶، رقم:۳۷۶۱، ط:دارالکتب العلمیہ، الطبعۃ الثانیۃ،۱۴۲۴ھ،۲۰۰۳ء.تفسیر قرطبی، سورۃالبقرۃ،الآیۃ:۲۳۸،۲/۱۴۰،داراحیاءالتراث العربی،الطبعۃ الأ ولیٰ:۱۴۲۲ھ،۲۰۰۱ء.

۴۵۔ روح المعانی،محمد بن عبد اللہ الآلوسی، سورۃالبقرۃ، الآیۃ:۲۳۸، ۱/۱۵۴، داراحیاء التراث العربی،

الطبعۃ الرابعۃ: ۱۴۰۵ھ، ۱۹۸۵ء،طبری،سورۃ البقرۃ، الآیۃ: ۲۳۸، ۲/ ۵۶۰-۵۶۴، ط: دار الکتب العلمیۃ، الطبعۃ الرابعۃ.

۴۶۔ الصحیح للبخاری،محمد بن اسماعیل البخاری، کتاب الطلاق، باب الخلع ،رقم: ۵۲۷۳، ط: دار الکتب العلمیۃ ،الطبعۃ السادسۃ ۲۰۰۹ء.والنسائی، ابوعبد الرحمٰن احمد النسائی، کتاب الطلاق، باب ماجاء فی الخلع، ۶/ ۴۸۱، رقم: ۳۴۶۳، دارۃ المعرفۃ،الطبعۃ السادسۃ: ۱۴۲۲ھ،۲۰۰۱ء.

۴۷۔ سنن ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد القزوینی، کتاب الطلاق، باب المختلعۃ تأ خذ ما أعطاھا، ۳/ ۴۵۲، رقم: ۲۰۵۶.

۴۸۔ سنن النسائی الکبریٰ، ابوعبد الرحمٰن احمد النسائی: باب عدۃ المختلعۃ، ۳/ ۳۸۳، ر: ۵۶۹۱، دارالمعرفۃ ،الطبعۃ السادسۃ: ۱۴۲۲ھ،۲۰۰۱ء.

۴۹۔ الدارقطنی: ۴/ ۵۰، ر: ۴۰۶۹، ط: دارالکتب العلمیہ، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۴۲۴ھ،۲۰۰۳ء، السنن الکبریٰ للبیھقی، ابوبکر احمد بن الحسین البیھقی، کتاب الطلاق، کتاب الخلع والطلاق، باب الخلع ھل ھو فسخ أو طلاق: ۷/ ۵۶، رقم: ۱۴۸۶۵، دارالحدیث،الطبعۃ: ۱۴۲۹، ۲۰۰۸ء،قمر: ۱۴۶۴۲.

۵۰۔ المبسوط، ابوبکر محمد احمد السرخسی، کتاب، الطلاق، باب الخلع: ۳/ ۲۰۲، المکتبۃ الغفاریہ،الطبعۃ الأولی: ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۱ء.

۵۱۔ احکام القرآن للجصاص، ابوبکر احمد الرازی الجصاص، کتاب الخلع، سورۃ البقرۃ: ۲۲۹، ۱/ ۳۹۵، ط: سھیل اکیڈمی،الطبعۃ الأولی: ۱۴۰۰ھ،۱۹۸۰ء.

۵۲۔ المنتقی، ابوالولید الباجی، کتاب الطلاق، باب ماجاء في الخلع: ۵/ ۲۹۶، ط: دارالکتب العلمیہ، الطبعۃ الأولی: ۱۴۳۲ھ،۲۰۱۱ء.

۵۳۔ بدایۃ المجتھد، قاضی ابوالولید محمد القرطبی، کتاب الطلاق، الفصل الثاني في شروط وقوعہ، باب في الخلع، :۴/ ۳۶۰، ط: عباس احمد الباز.الطبعۃ الثانیۃ: ۱۴۲۴ھ،۲۰۰۳ء.

۵۴۔ کتاب الام،محمد بن ادریس الشافعی، کتاب الخلع والنشوز، باب مایجوز خلعہ وما لایجوز، ۶/ ۵۰۸، ط: دارالوفاء،الطبعۃ الرابعۃ، ۱۴۳۲ھ،۲۰۱۱ء.

۵۵۔ المھذب مع شرحہ المجموع، الامام محی الدین النووی، کتاب الخلع: ۱۸/ ۱۳۳، ط: دارالفکر، الطبعۃ: ۱۴۲۱ھ،

۲۰۰۰ء.
۵۶۔ المغني ،ابومحمد عبداللہ المقدسی، کتاب الخلع ،:۸/ ۱۷۵، ط: دارالفکر ،الطبعۃ الثانیۃ ،۱۴۰۳ھ،۱۹۳ء.
۵۷۔ زادالمعاد، شمس الدین محمد الدمشقی، حکم رسول اللہ في الخلع ،فصل في تسمیۃ الخلع فدیۃ ،:۵/ ۱۹۶،۹۹۳، دارالفکر، الطبعۃ الأولی،۱۴۲۱ھ،۲۰۰۱ء.
۵۸۔ المحلیٰ ، ابومحمد علی الاندلسی، کتاب الطلاق، باب الخلع :۹/ ۵۱۱، دارالکتب العلمیۃ، الطبعۃ الأولی:۱۴۲۵ھ، ۲۰۰۳ء.

ڈاکٹر احمد خان بحیثیت ریسرچ اسکالر شعبہ قرآن وسنہ، جامعہ کراچی میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

ڈاکٹر عبید احمد خان بحیثیت اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اسلامک لرننگ، جامعہ کراچی میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔